ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لاجماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

حافظ محمد جاوید روپڑی

عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | یکم ربیع الثانی 1433ھ 24 فروری تا یکم مارچ 2 | شمارہ 8 | 7656730

کہیں ہم دھوکے میں تو نہیں؟

ارشاد ربانی ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات دین ہے اس میں انسان کی پیدائش سے لے کر قبر تک زندگی کے ہر معاملہ میں رہنمائی کی گئی ہے اس لیے شارع نے اس میں کمی بیشی کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کے مسلمان نہ صرف اسلام کی ثابت شدہ تعلیمات سے انحراف کرتے جا رہے ہیں بلکہ غیر ثابت شدہ چیزوں کو اس میں داخل کر کے انہیں ہی اصل اسلام تصور کر بیٹھتے ہیں۔

جبکہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس نے اسلام میں کسی بدعت کو اچھا سمجھتے ہوئے ایجاد کیا یا دین میں کسی ایسی چیز کو اچھا سمجھا جو اس میں سے نہیں تو وہ اس زعم (باطل) میں مبتلا ہے کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی ہے۔'''' تو جو نبی ﷺ کے دور میں دین نہ ہو، آج دین نہیں ہو سکتا۔'' (الاعتصام للشاطبی، جلد ۱ صفحہ ۴۹)

جب نبی کریم ﷺ نے تکمیل دین کا اعلان کیا تو ساتھ ہی اپنی امت کو ان الفاظ میں نصیحت بھی کی کہ:

((تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ))

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور میری سنت (حدیث رسول ﷺ)۔'' یہ حدیث مبارکہ امت محمد یہ ﷺ کے تمام اُن افراد کے لیے انتہائی قابل غور ہے جنہوں نے عبادت کے نام پر ایسے کام شروع کر رکھے ہیں جن کا اسلام سے دور تک کا بھی تعلق نہیں۔ کیا وہ (معاذ اللہ) نبی کریم ﷺ کی 23 سالہ نبوت کو نامکمل سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہر روز نت نئی بے شمار بدعات کیوں ایجاد کرتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

لعن طعن اور فحش گوئی کی ممانعت

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: لیس المؤمن بالطعان، ولا اللعان، ولا الفاحش، ولا البذی. (سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة)

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن طعن کرنے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بدزبان (بے حیاء) نہیں ہوتا۔'' یہ حدیث مبارکہ ان عادات سیئہ کی نشاندہی کررہی ہے جو ایک مومن میں نہیں ہونی چاہییں، بلکہ مومن تو حسن اخلاق کا مالک ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا؟ **ای المؤمنین افضل ؟ قال : احسنهم خلقا** (سنن ابن ماجة) کہ مومنوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

ایک مسلم اور مؤمن اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کا پابند ہے، اگر وہ شتر بے مہار کی طرح اپنے آپ کو کھلا چھوڑ دے تو گویا اس نے اسلام اور ایمان کا مفہوم نہیں سمجھا، اس میں اور ایک عام انسان میں کیا فرق ہے۔ اس لیے مؤمن اور کافر کی زندگی کی مثال دیتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر** (صحیح مسلم) کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ کافر کے لیے اس دنیا میں کوئی ضابطہ اور قانون نہیں جبکہ ایک مومن کے لیے زندگی گزارنے خود امن میں رہنے اور دوسرے کو امن میں رکھنے کے لیے سنہری اصول اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں۔ انہی اصول کے تحت ایک مومن زندگی گزارنے کا پابند ہے، اس حدیث میں مومن کو طعنہ دینے، لعنت کرنے، بدزبانی کرنے اور فحش گوئی سے روک دیا گیا ہے بلکہ فرمایا کہ مومن کے اندر یہ عادات نہیں ہوتیں تو ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لاینبغی للمؤمن أن یکون لعانا** (الأدب المفرد للبخاری) مومن کو یہ لائق ہی نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: **ماسمعت عبداللہ لاعنا احدا قط لیس انسانا** (الأدب المفرد) کہ میں نے کبھی نہیں سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کبھی کسی غیر انسان پر بھی لعنت کی ہو یعنی انسان تو انسان کبھی کسی اور چیز پر بھی لعنت نہیں کی، اطاعت رسول کا تقاضا ہی یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو آپ کے فرمان کے تابع کردے۔

رسول اللہ ﷺ نے بذات خود ایسا ہی نمونہ پیش کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ ایک مرتبہ چند یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا السام علیکم (تم پر موت طاری ہو) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا: تم پر موت اور اللہ تم پر لعنت کرے اور تم پر اللہ کا غضب ہو، آپ نے فرمایا: عائشہ ٹھہرو: **علیک بالرفق، وایاک والعنف والفحش**، نرمی اختیار کرو، سختی اور بدگوئی سے بچو، عرض کی، آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا؟ فرمایا: تو نے نہیں سنا میں نے کیا جواب دیا؟ میں نے (وعلیکم کہہ کر) ان کی بددعا انہی پر لوٹا دی۔ لہٰذا میری بددعا ان کے بارے میں قبول ہوگی ان کی بددعا میرے بارے میں قبول نہ ہوگی (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **الأم اخلاق المؤمن الفحش** (الادب المفرد) مومن کا سب سے زیادہ کمینہ اخلاق فحش گوئی ہے۔ یہ اخلاق رذیلہ، عادات سیئہ اور ایمان کے منافی عادات مومن کی صفات نہیں۔ آیئے ہم سب اپنے سے یہ عادات ختم کریں اور اخلاق حسنہ کو اپنائیں اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 8
یکم ربیع الثانی ☆ 1433ھ
24 فروری ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
شریعت اسلامی کے ماخذ	8
چوہدری عبدالمالک	12
تحریک فلاح انسانیت	14
قاری عبدالرحیم میر محمدیؒ	16

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

بلوچستان میں سُلگتی ہوئی آگ......سب کچھ بھسم نہ کر ڈالے

بلوچستان پاکستان کا رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ اور معدنیات سے مالا مال ہے یہاں کے پہاڑوں میں اللہ تعالیٰ نے زیر زمین قیمتی ذخائر اس کثرت سے رکھ دیئے ہیں کہ اگر محنت اور دیانت داری سے وہ ذخائر حاصل کیے جائیں تو پاکستان ایک خوشحال ملک بن سکتا ہے۔بدقسمتی سے استعماری قوتوں نے ہمیشہ اس خطے پر حریفانہ نگاہیں لگائے رکھی ہیں،کبھی روس اور کبھی امریکہ اس صوبے کے وسائل پر قابض ہونے کے خواب دیکھتا ہے۔محمد علی جناح کے بعد پاکستان کو ایسی قیادت نصیب نہ ہو سکی جو اس ملک کے چاروں طرف پھیلائے ہوئے سازشوں کے جال کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی اور اس کا بروقت مداوا کرتی۔

بلوچستان کا مسئلہ نیا نہیں ہے،قیام پاکستان کے فوراً بعد یہاں نفرتوں کے عفریتوں نے سر اٹھانا شروع کر دیئے تھے،کسی بھی حکومت نے نہ مذاکرات کے ذریعے اور نہ ہی قانون کی مکمل عملداری کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی ضرورت محسوس کی۔نیم دلی سے کبھی کوئی قانونی کاروائی کی اور پھر قانونی عملداری کو چھوڑ کر مفاہمت۔کے نام کاروائی روک دی یوں پورے ملک کا نظام ہی ایڈہاک ازم پر چلتا رہا لیکن بلوچستان میں یہ مسئلہ زیادہ ایکسپلائٹ کے ذریعے ہوتا رہا،چاہیے تو یہ تھا کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی جاگیرداری اور سرداری نظام کا خاتمہ کر دیا جاتا،عوام الناس جاگیرداروں اور سرداروں کی غلامی سے آزاد ہوتے،الٹا جاگیرداراور سرداروں نے پورے ملک کو ذہنی غلام بنالیا۔

قومی اور صوبائی اسمبلیاں جاگیرداروں اور سرداروں کی ذاتی جاگیریں بن گئیں اور وہاں بیٹھ کر قانون سازی کی بجائے اپنے اپنے حلقہء انتخاب میں من پسند افسران لگوا کر پٹواری سے لے کر کمشنر تک اور سپاہی سے لے کر ڈی آئی جی تک غرضیکہ تمام سرکاری دفاتر میں ان افسران کا تقرر کروادیا جو حکومت سے زیادہ جاگیرداراور سردار کے ماتحت ہوتے تھے۔وزراء کرام بھی اس طبقے سے لئے جاتے تھے،یوں عملاً وہ طبقہ پورے ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بن گیا،اپنے بچوں کو تعلیم دلا کر اپنے اثرورسوخ سے اعلیٰ انتظامی عہدوں پر اپنی اولادوں اور خاندانوں کو بھرتی کرایااور جب دیکھا کہ جرنیل جب چاہتے ہیں سول حکومت کو ختم کر کے مارشل لاء لگا لیتے ہیں تو دولت کے بل بوتے پر ان سے سسرالی رشتہ داریاں قائم کرلیں۔اب عملاً متفقہ،سول بیوروکریسی،ملٹری بیوروکریسی،ایک خاندان بن چکا ہے،جب دولت کے بل بوتے پر یہ ادارے اپنے بنائے جاسکتے ہیں تو عالمی ساہوکار اس بہتی ہوئی گنگا کا حصہ کیوں نہ بنیں؟انہوں نے دولت کے پجاریوں سے دولت کے ذریعے وفاداریاں خریدیں اور اب کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والا یہ ملک دولت کی دیوی کے پرستاروں کے قبضے میں ہے۔اس زرعی ملک کو بنجر بنانے کے

لیے ہندوستان سالانہ پندرہ ارب روپے ان ہی جاگیرداروں میں تقسیم کرتا ہے کہ پاکستان میں کالاباغ ڈیم نہیں بننا چاہیے، چنانچہ کوئی حکومت کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا نام لے دے، پورے ملک کا جاگیردار طبقہ دہائی دینے لگ جاتا ہے کہ یہ ڈیم نہیں بننے دیں گے۔

بین الاقوامی استعماری طاقتیں جب چاہیں ملک میں قتل وغارت شروع کرادیں جسے چاہیں حکومت سے نکال دیں جسے چاہیں حکومت میں لے آئیں جب پورے ملک کو انہوں نے اپنے پنجہ استبداد میں لیا ہوا ہے تو ظاہر ہے یہاں وہی حکمران آئیں گے جو ان کے مذموم مقاصد پورے کریں اور جب کوئی حکمران ذرا سرتابی کرتا ہے تو اس کی چھٹی کرا کر اپنی نرسری کے تیار کردہ نئے حکمران مسلط کردیئے جاتے ہیں۔نواز شریف نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کردیئے وہ پرویز مشرف کو لے آئے، اس نے ایک مقام پر آکر ہاتھ کھڑے کردیئے تو جمہوری حکومت کا ڈول ڈالدیا اب کے معلوم تھا کہ ملک کے آٹھ کروڑ ووٹوں سے ساڑھے تین کروڑ ووٹ جعلی ہیں جن کے بل بوتے پر انہوں نے اپنی مرضی کی حکومت لائی ہے۔اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں نئے نئے لیڈر تیار کیے جارہے ہیں جنہیں مناسب وقت آنے پر اپنے طریقہ خاص کے ذریعے قوم پر مسلط کردیا جائے گا۔یہ جادوگر ایسے ماہرین کہ کراچی جیسا شہر ایک کرائے کی ٹیکسی کے ڈرائیور کے حوالے کردیا وہ جب چاہے قتل وغارت شروع کردے۔جب چاہے امن قائم کردے، پورے ملک کو یرغمال بنانے والوں نے بلوچستان کو بھی ایک مسئلہ بنایا ہوا ہے، جب چاہتے ہیں اس مسئلے کو ہوا دے کر یوں بنالیتے ہیں کہ بس اب بلوچستان پاکستان سے الگ ہو کر ہی رہے گا۔جب چاہتے ہیں اس چنگاری کو تہ خاکستر کرلیتے ہیں، حکمرانوں کی بے تدبیری یا توان ہی قوتوں کی بازیگری کا نتیجہ ہوتی ہے یا پھرنا اہلی کی انتہاء ہوتی ہے کہ مسئلے کو اور زیادہ بھیانک بنادیتی ہے۔آج تک دنیا کے کسی حکمران نے اپنے ملک کے کسی شہری کو قتل کرنے کی دھمکی نہیں دی لیکن پرویز مشرف نے اکبر بگٹی کو للکار کر کہا کہ میں تمہیں یوں ہٹ کروں گا کہ تمہیں پتا بھی نہیں چل سے گا کہ گولی کدھر سے آئی ہے۔پرویز مشرف نے گولی مار کر اکبر بگٹی کو قتل کردیا لیکن یہ نہ سوچا کہ یہ گولی پاکستان کے دل سے پار ہورہی ہے۔اب بلوچستان میں امریکہ، ہندوستان کھلم کھلا اسلحہ تقسیم کررہا ہے، ڈالروں سے بھرے ہوئے بیگ پکڑے گئے مگر ہماری مہربان حکومت نے قوم کو یہ تک بتانا مناسب نہیں سمجھا کہ یہ ڈالر کہاں سے آئے؟ کن تک پہنچتے تھے اور کیوں پہنچتے تھے؟ یہ صرف ایک واقعہ نہیں ہے بلوچستان غیر ملکیوں کی جولان گاہ بنا ہوا ہے۔

اخبار جنگ 20 فروری ملتان ایڈیشن میں حکومت پاکستان کی وزارت داخلہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بلوچستان میں امریکی اور بھارتی مداخلت کے ثبوت عالمی اداروں کو دیں گے۔جناب والا! اس ملک کی سرزمین پر اگر کوئی امریکی یا بھارتی مداخلت کار پاکستان کی سالمیت کے خلاف کسی کاروائی میں ملوث ہوں تو تعزیرات پاکستان کے تابع ان کے خلاف مقدمے درج کر کے پاکستانی عدالتوں سے انہیں سزائے موت دلوائیں۔جناب عالمی ادارے ان کی مدد کو آئیں گے یہ ثبوت انہیں اس وقت پیش کرنا جب تک تم اپنے وطن کے محافظ نہیں بنوگے، عالمی ادارے تمہارے ثبوت دیکھ کر کیا کریں گے، ان غیر ملکیوں کو وطن عزیز کے اندر کھیل کھیلنے کا موقع دینے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔حکومتی کمزوری یہی رہی ہے کہ جب غداروں کے خلاف کاروائی کا وقت آیا ہے تو کاروائی نہیں کرتے، جب محب وطن قوتوں سے مذاکرات کا وقت آتا ہے تو انہیں دھمکیاں دینا شروع کردیتے ہیں۔

امریکی مداخلت اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ پچھلے دنوں امریکی کانگرس کی امور خارجہ کی سب کمیٹی نے بلوچستان کے مسئلے پر غور کیا بحث کے دوران بلوچی رہنما بھی کچھ موجود تھے وہاں پاکستان کے خلاف خوب زہر اگلا گیا اور پھر ایک قرارداد تیار کی گئی جسے امریکی کانگرس میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا۔ اس قرارداد میں بلوچستان کے باشندوں کے حق خودارادیت کو غصب کرنے کے خلاف ان کی حمایت کا یقین دلایا گیا ہے۔امریکہ بہادر تم عالمی تھانیدار تو بنتے ہو، اقوام متحدہ کی قراردادیں تریسٹھ سال سے کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت میں موجود ہیں، ذرا مقبوضہ کشمیر تو چلیں اور ان کو حق خودارادیت دلائیں جو ایک لاکھ جانیں قربان کرچکے ہیں، آیئے ذرا فلسطین کے نہتے اور مظلوم مسلمانوں کو یہودیوں کے پنجہ استبداد سے نجات دلائیں، بوسنیا میں ابھی تک اجتماعی قبریں دریافت ہورہی ہیں ذرا سربیا کے خلاف کوئی قرارداد دلائیں

کرۂ ارض پر جہاں کہیں ظلم کا بازار گرم ہوتا ہے، وہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ امریکہ ملوث ہوتا ہے، افغانستان اور عراق کو اس نے کھنڈرات میں تبدیل کردیا ہے۔پاکستان کے حکمرانوں کی امریکی غلامی کی بدولت اپنے ہی ملک کی فوج کو اپنے شہریوں کے خلاف استعمال کررہا ہے۔ایک خودمختار وطن پر دن رات ڈرون حملے کررہا ہے، امریکی جنگ کا ایندھن بننے کے سبب 64 ارب ڈالر کا تجارتی خسارہ چھے ہزار جانوں کا نذرانہ اور ظلم وستم کے نتیجے میں خودکش بمبار بننے والوں کی تخریب کاری میں ہزاروں جانیں اور اربوں روپے کی املاک کا نذرانہ امریکی پالیسیوں کو دے چکے ہیں اور اب اس سب کا صلہ یہ مل رہا ہے کہ امریکہ ہمارے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے، ہر امریکی ظلم پر ایوان صدر تو چپ کا روزہ رکھ لیتا ہے پاکستان کی مسلح افواج اور عدلیہ پر منہ سے جھاگ اڑانے والے صدر اب کہاں ہیں؟ پاکستان کے معاملات میں امریکی محکمہ خارجہ کی سب کمیٹی کی کھلم کھلا مداخلت پر پاکستان پر پاکستانی حکومت اپنے آپ کو امریکی جنگ سے علیحدہ کرے اور امریکی حکومت کو منہ توڑ جواب دے۔وزیر دفاع نے نیٹو سپلائی پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر بحال کی اسے فی الفور برطرف کیا جائے۔

☆.........☆.........☆

الاستفتاء

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ

☆ کیا عورت اپنے نفس کو ولی بنا کر نکاح کر سکتی ہے ☆ اغوا کنندہ کے ساتھ بلا اصلی ولی کے نکاح ہو سکتا ہے

☆ کیا بیوہ عورت ولیوں سے پوشیدہ نکاح کر سکتی ہے ☆ ماں ولی بن سکتی ہے ☆ اللہ اور انسان کے ولی ہونے میں کیا فرق ہے۔

سوال: زینب نے اپنا نکاح خود اپنے نفس کو ولی بنا کر کر لیا ہے آیا اس کا نکاح درست ہے؟

سوال نمبر۲: ایک بیوہ لڑکی کو کوئی شخص اغوا کر کے لے گیا بعدہ اس کے بھائی اور برادری نے بہت کوشش کے بعد اس عورت کو اس سے واپس لے لیا عورت کی رضا واپس آنے کو نہ تھی بلکہ ایک مرتبہ پھر بھاگ کر اسی آدمی کے پاس چلی گئی لیکن اس کی برادری نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا چنانچہ لے آئے اب وہ دوسری جگہ اس کا نکاح پڑھنا چاہتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں اس کا پہلا نکاح اس شخص سے ہے جو اس کو اغوا کر کے لے گیا تھا اغوا کرنے والا کہتا ہے میں طلاق نہیں دوں گا اور لڑکی والے کہتے ہیں بغیر ہماری مرضی کے اس کا نکاح کیسے ہو سکتا تھا کیونکہ ہم ولی ہیں لڑکی اغوا کرنے والے کو ہم نہیں دیں گے شریعت اس بارہ میں کیا راہنمائی کرتی ہے؟

سوال نمبر۳: ایک بیوہ عورت جس کے دو بھائی موجود ہوں کیا یہ بیوہ عورت دونوں بھائیوں کے مشورہ کے بغیر ان سے پوشیدہ نکاح کر سکتی ہے؟

سوال نمبر۴: نہ لڑکی بالغہ ہے نہ لڑکا نہ ان ان باپ زندہ ہے نہ کوئی بھائی بالغ ہے صرف لڑکی کی والدہ نکاح کرتی ہے لڑکی اب اکیس برس کی ہو گئی ہے وہ لڑکا اور لڑکی اب ہمبستر نہیں ہوئے اب ان کی عداوت ہے اب وہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ سوال نمبر۵: اللہ کے ولی اور انسان کے ولی ہونے میں کیا فرق ہے؟

الجواب بعون الوہاب

1۔ حدیث میں ہے لا نکاح الا بولی۔ ولی کے بغیر نکاح نہیں بعض اور احادیث میں ہے جو اپنا نکاح خود کرے وہ زانیہ ہے (مشکوٰۃ باب الولی)۔ غرض ولی کے بغیر نکاح نہیں اور اپنے نفس کو ولی بنانے کے کچھ معنی نہیں بلکہ ولی وہی ہوتا ہے جس کو شرع نے ولی بنایا ہے ہاں بعض صورتیں ایسی ہیں جس میں عورت ولی بنا سکتی ہے ورنہ عام طور پر اس کی اجازت نہیں۔

تلخیص الحبیر میں ہے یعنی امام شافعی، دار قطنی بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت ایک قافلہ میں تھی اس نے اپنا کام ایک شخص کے سپرد کیا یعنی اس کو اپنا ولی بنا لیا اس نے نکاح پڑھ دیا حضرت عمرؓ کو پتہ لگا تو انہوں نے نکاح کرنے والے اور نکاح پڑھنے والے دونوں کو دُرے مارے اس روایت میں اگرچہ انقطاع ہے جس کی وجہ سے اس روایت میں ضعف آ گیا لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اصل ولی وہی ہے جس کو خدا نے ولی بنایا ہے پس اصلی ولی ہوتے ہوئے عارضی ولی کا اعتبار نہیں۔ مشکوٰۃ میں حدیث ہے: فالسلطان ولی من لا ولی لہ. یعنی جس کا کوئی ولی نہیں اس کا ولی بادشاہ ہے اگر اپنے آپ کو ولی بنانا درست ہوتا تو پھر اس فرمان کی کیا ضرورت تھی کہ جس کا کوئی ولی نہیں اس کا ولی بادشاہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ سوال کی صورت میں اگر ولی ہوتے ہوئے دوسرے کو ولی بنایا گیا ہے تو نکاح درست نہیں جب نکاح درست نہ ہوا تو دونوں کو حضرت عمرؓ کے فعل کے مطابق درے لگنے چاہییں۔

2۔ بعض دفعہ اولیاء بیوہ کے نکاح پر ناراض ہوتے ہیں یا بٹہ یا پیسہ لینا چاہتے ہیں یا بے دین سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں یا اس میں کوئی جسمانی عیب ہوتا ہے یا اس قسم کی کوئی اور خرابی ہوتی ہے تو اس صورت میں عورت اپنی حسب منشاء کسی کو ولی بنا کر کسی اچھے نیک آدمی سے نکاح کرے تو یہ نکاح صحیح ہے کیونکہ حدیث میں ہے: لا نکاح الی بولی مرشد رشد اور بھلائی والے ولی کے بغیر نکاح نہیں۔ رشد و بھلائی والا ولی وہ ہے جو شریعت کے مطابق لڑکی کی بہتری سوچے نہ کہ اپنی خود غرضی پوری کرے ایسے ولی کی ولایت فسخ ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں رشد و بھلائی نہیں ہے۔ اگر معاملہ اس کے الٹ ہے یعنی عورت عیاش بدکار ہے کسی کے ساتھ بگڑ گئی ہے اولیاء اس کی بھلائی چاہتے ہیں ایسی حالت میں اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھا ہوا صحیح نہیں۔ اس حالت میں دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔

3۔ حدیث میں ہے: لا نکاح الا بولی. یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ہاں اگر اصل ولی نکاح سے مانع ہو یا بٹہ وغیرہ چا۔ ہے یا جہاں عورت کی خواہش ہے اور شرعاً وہ جگہ ٹھیک ہے بے دین نہیں اور اصل ولی وہاں نہ ہونے دے تو اس قسم کی صورتوں میں اصل ولی کی ولایت ٹوٹ جاتی ہے چونکہ حدیث میں ولی مرشد کی شرط آئی ہے یعنی ایسا ولی ہونا چاہیے جو عورت کا بھلا سوچے نہ کہ خود غرض ہو اگر ایسا ہو گا تو اس جگہ دوسرا ولی بنا کر نکاح پڑھا جا سکتا ہے۔

4۔ حدیث میں ہے لا نکاح الی بولی. یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں اس حدیث کی رو سے ماں کا نکاح پڑھا ہوا صحیح نہیں کیونکہ عورت عورت کی ولی نہیں ہو سکتی اگر ہو سکتی تو ولی کی محتاج نہ ہوتی پس صورت سوال میں عورت جہاں چاہے نکاح کر لے۔

5۔ باپ یا کوئی اور ولی ہوتا ہے تو صرف وفات تک ہوتا ہے اور وہ بھی صرف ان کاموں میں جو اس کے اختیار میں ہیں اور عادت کے مطابق ہیں نہ وفات کے بعد اور نہ بشری اختیار سے بالاتر جیسے کسی کو شفا دینا بیٹا دینا بارش اتارنا وغیرہ سو ایسی ولایت اور مدد خدا کا خاصہ ہے اور آیت مالکم من دون اللہ من ولی سے یہی مراد ہے۔

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر14) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o (۲۳)

''حرام کی گئیں ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری رضاعی مائیں اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں پرورش پا رہی ہوں بشرطیکہ تم اپنی بیوی سے صحبت کر چکے ہو، البتہ اگر تم نے صحبت نہیں کی (تو ان کو چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں) تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں اسی طرح) تمہارا دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کر لینا (بھی حرام ہے) مگر جو پہلے گزر چکا سو گزر چکا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

اُمَّهٰتُكُمْ: مائیں۔ بَنٰتُ: بیٹیاں۔

عَمّٰتُ: پھوپھیاں۔ خٰلٰتُ: خالائیں۔

اَرْضَعْنَ: جنہوں نے دودھ پلایا رَبَآئِبُ: بیٹیاں

دَخَلْتُمْ بِهِنَّ: جن سے تم نے صحبت کی۔

حَلَآئِلُ: بیویاں (سگے بیٹوں کی)

اَصْلَابُ: پشتیں۔ سَلَفَ: گزر گیا۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات مبارکہ میں یتیم لڑکیوں کے احکام نکاح، عدل کی صورت میں چار عورتوں سے بیک وقت نکاح اور بیویوں سے حسن سلوک کرتے ہوئے ان کے مالی حقوق (وراثت، حق مہر) کے استحصال سے منع فرمایا ہے، اسی طرح باپ کی منکوحہ سے ہر صورت میں نکاح کو مطلق طور پر حرام قرار دیا گیا، اس آیت اور اس کے بعد والی آیات میں ان محرمات کا ذکر کیا گیا کہ جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

التوضیح:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o (۲۳)

اس آیت مبارکہ میں ان عورتوں کی تفصیل بیان کی گئی کہ جن سے نکاح کرنا حرام ہے، یہ حرمت کبھی تو نسب کے سبب واقع ہوئی تو کبھی رضاعت یا سسرالی رشتے کے اعتبار سے۔

محرمات کی اقسام:

وہ عورتیں کہ جن سے نکاح کرنا مرد پر حرام ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ابدی محرمات (۲) غیر ابدی محرمات

ابدی محرمات:

ابدی محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں کہ جن سے کسی بھی صورت

میں نکاح حلال نہیں، ابدی محرمات درج ذیل ہیں۔
(۱) مائیں: اس میں دادیاں اور نانیاں وغیرہ بھی شامل ہیں۔
(۲) بیٹیاں: ان میں پوتیاں اور نواسیاں وغیرہ بھی شامل ہیں۔
(۳) بہنیں: سگی ہوں یا سوتیلی۔ (۴) پھوپھیاں: یعنی والد کی بہنیں۔
(۵) خالائیں: سگی ہوں یا سوتیلی (۶) بھتیجیاں اور ان کی بیٹیاں۔
(۷) بھانجیاں اور ان کی بیٹیاں۔
ان سات قسم کی محرمات کا تعلق نسب سے ہے۔

محرمات رضاعیہ:

اگر کسی بچے نے مدت رضاعت (دوسال) میں کسی عورت کا پانچ مرتبہ اس طرح دودھ پیا کہ وہ دودھ اس کا جزو بدن بنا اور بچے نے اپنی مرضی سے ہی پانچوں مرتبہ دودھ پینا چھوڑا تو یہ عورت اس کی رضاعی ماں کہلائے گی جو رشتہ نسب کی وجہ سے حرام تھے وہی رشتے رضاعت کی وجہ سے حرام ہوں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الرَّضَاعَۃَ یُحَرِّمُ مَاتُحَرِّمُ الْوِلَادَۃُ. ”رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں کہ جو پیدائش (نسب) سے حرام ہوتے ہیں۔“ (صحیح البخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب امھتکم ارضعنکم ج۱۹ ص ۶۲ رقم الحدیث ۵۰۹۹...... صحیح مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الرضاعۃ من ماء الفحل ج۵ جزء ۱۰ ص ۱۷ رقم الحدیث ۱۴۴۴)

نوٹ: مسئلہ رضاعت کی تفصیل کے لیے تفسیر سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۸) رضاعی مائیں۔ (۹) رضاعی بہنیں (اس کے علاوہ تمام رشتے بھی رضاعت کے سبب حرام ہیں جو نسب کی رو سے حرام تھے) (۱۰) تمہاری بیویوں کی مائیں۔ (۱۱) سوتیلی بیٹیاں (بشرطیکہ ان لڑکیوں کی ماں سے انسان نے جماع کرلیا ہو لیکن اگر جماع سے پہلے ہی طلاق دے دی گئی تو ان لڑکیوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں) (۱۲) بہو (حقیقی بیٹے کی بیوی) سے نکاح حرام ہے، لیکن منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت زید کے طلاق دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح اللہ کے اذن سے ہوا تھا۔
(۱۳) دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔
(۱۴) سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۴ کی رو سے وہ عورتیں بھی حرام ہیں کہ جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں۔

سنت کی رو سے حرام رشتے:

قرآن مجید میں صرف دو حقیقی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنے کی ممانعت کا ذکر ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو بیک وقت نکاح میں رکھنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْاَۃِ وَعَمَّتِھَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْاَۃِ وَخَالَتِھَا. ”پھوپھی، بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو بھی نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔“ (صحیح البخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب لاتنکح المرأۃ علی عمتھاج ۱۹ ص ۶۸ رقم الحدیث ۵۱۰۹)

اخذ شدہ مسائل:

1۔ ابدی محرمات سے کسی بھی صورت نکاح جائز نہیں اور وہ درج ذیل ہیں۔
مائیں۔ بیٹیاں۔ بہنیں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں۔ بھانجیاں۔
2۔ جو رشتہ نسب کے تعلق کی وجہ سے بلحاظ نکاح حرام ہیں وہی رشتے رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں۔
3۔ سوتیلی بیٹیوں سے بھی نکاح ناجائز ہے، بشرطیکہ آدمی ان کی والدہ سے نکاح کے بعد جماع کر چکا ہو اگر جماع سے پہلے ہی طلاق دے دے تو ایسی غیر مدخولہ منکوحہ کی بیٹیوں سے نکاح اسے طلاق دینے کے بعد ہو سکتا ہے۔
4۔ حقیقی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے، البتہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے طلاق، خلع یا خاوند فوت ہونے کی صورت میں نکاح جائز ہے۔
5۔ حقیقی بہنوں، پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

☆..........☆..........☆

حیات حضرت مولانا ابوالبرکات احمدؒ

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ابوالبرکات احمدؒ (گوجرانوالہ) کی حیات پر ایک کتاب ترتیب دی جارہی ہے۔ جماعت کے اہل قلم حضرات سے گزارش ہے کہ الشیخ کے بارے میں معلومات، فتاویٰ، مضامین و دیگر مواد لکھ کر ہمیں فوری ارسال کردیں۔ ان شاء اللہ شکریے کی ساتھ زینت کتاب کیا جائے گا۔
(مولانا حافظ محمد الیاس اثری، مرکز الاصلاح نوشہرہ روڈ، گلبرگ کالونی گوجرانوالہ (0301-4611109

شریعت اسلامی کے ماخذ

قرآن حکیم

سنت نبوی ﷺ

عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 1

ماخذ سے وہ ذرائع مراد ہیں جن سے قانون اخذ کیا جاتا ہے یا وہ مقامات ہیں جہاں سے قانون دلائل کے ساتھ حاصل کئے جاتے ہیں۔ اسلامی نظام زندگی کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم یہ معلوم کریں کہ اسلامی شریعت کے ماخذ کیا ہیں؟ اسلام زندگی کا جو نقشہ پیش کرتا ہے وہ محض انسانی عقل اور تجربے کی روشنی میں ترتیب نہیں پاتا، یہاں ابتدائی اور اولین رہنمائی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت سے حاصل کی جاتی ہے اور پھر اس کی روشنی میں عقل اور تجربے کی مدد سے زندگی کا نظام قائم کیا جاتا ہے چونکہ اس نظام زندگی کی بنیادی خصوصیت یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر مبنی ہے۔

شریعت کے لغوی معنی:

شریعت کے لغوی معنی ''کھلے ہوئے، روشن اور صاف راستہ'' کے ہیں۔ لیکن مذہبی اصطلاح میں اس سے مراد وہ قوانین اور احکام ہیں جو ایک رسول، اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کی بندگی اور فرمانبرداری کے لیے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا. ''تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کردی ہے۔'' (المائدۃ:۴۸)

اس سے مراد پچھلی شریعتیں ہیں۔ جن میں بعض فروعی احکامات ایک دوسرے سے مختلف تھے، ایک شریعت میں بعض چیزیں حرام تو دوسری میں حلال تھیں۔ بعض میں کسی مسئلے میں تشدید تھی تو دوسری میں تخفیف، لیکن دین سب کا ایک یعنی توحید پر ہی مبنی تھا اس لحاظ سے سب کی دعوت ایک ہی تھی۔ (احسن البیان ص ۳۰۷)

مولانا حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ فرماتے ہیں: لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا. اس کے مخاطب یہود و نصاریٰ اور مسلمان ہیں یعنی گویا تمام انبیاءؑ کا دین ایک ہے، مگر اپنے اپنے وقت میں ہر امت کی شریعت (احکامات فرعیہ) اور طریقے مختلف رہے۔ ہر بعد میں آنے والے نبی کی شریعت میں پہلی شریعت سے مختلف احکام پائے جاتے ہیں، اب نبی کریم ﷺ کی شریعت ہر لحاظ سے مکمل اور قیامت تک کے لیے ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ''انبیاءؑ علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۴۴۳) یعنی سب کا دین اور اصول تو ایک ہیں، اختلاف جو کچھ بھی ہے وہ صرف فروعی احکام کی حد تک ہے، اب آخری نبی کے بعد نہ کسی پہلے نبی کے احکام و مسائل پر عمل ہوگا اور نہ اس امت کے کسی امام و مجتہد کے قول، رائے یا فتویٰ پر (تفسیر القرآن کریم: ۴۷۹/۱) یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمام انبیائے کرامؑ اور تمام کتب سابقہ الہیہ کا دین تو یہی اسلام تھا لیکن احکامات مختلف تھے۔

ماخذ اول، قرآن حکیم:

شریعت اسلامی کا پہلا ماخذ، سب سے پہلی دلیل، سرچشمہ اول اور ماخذ قرآن مجید ہے، جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

1۔ تنزیل الکتب لاریب فیه من رب العالمین. ''بلاشبہ اس کتاب کا اتارنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے'' یعنی یہ قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے بلکہ رب العالمین کی طرف سے صحیفہ ہدایت ہے۔

2۔ کتاب انزلنه الیک مبارک لیدبروا ایته. ''یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں'' (۲۸-۲۹) 3۔ تنزیلا ممن خلق الارض والسموت العلی. ''اس کا اتارنا اس کی طرف سے ہے جس نے زمین کو اور بلند و بالا آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔'' (۲۰-۴)

اسلامی شریعت میں قرآن مجید کی حیثیت دستور اساسی کی ہے۔ عقائد کے باب میں اس کے اندر پوری تفصیل و وضاحت ہے اور عبادات و حقوق کو اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید خود نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد سارے مسلمانوں کے لیے پیشوا ہے۔

4۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ادراک الله. ''یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے تم کو اللہ

تعالیٰ نے شنا سا کیا ہے" (۴-۱۰۵) اس لیے یہ قانون اصلی سرچشمہ ہے۔
5-ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم. "یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔" (۱۷-۹)

تمام انسانی معاملات میں اسی قرآن کی حیثیت "حکم" کی ہے یعنی مسلمان و۔۔ہے جو اس کے حکم کے مطابق اپنے تمام معاملات کو فیصلہ کرتا ہے۔ شریعت اسلامی کا اصل الاصول ماخذ قرآن حکیم ہے۔ یہ اصول وکلمات کی کتاب ہے۔ جس میں حکمت الٰہی اور دستور (Constition) سے بحث ہے، جزوی قوانین کی تفصیل بہت کم ہے۔

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں: قرآن حکیم مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے اور یہ جامعیت اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ اس میں کلمات بیان ہوتے ہیں۔ کیونکہ شریعت اس کے نزول کے بعد کامل ہوگئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اليوم اكملت لكم دينكم. (کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا۔) یہ معلوم ہے کہ نماز، زکوٰۃ، جہاد اور اسکے مشابہ سارے احکام قرآن میں بیان کئے گئے ہیں ان کو سنت نے بیان کیا اس طرح نکاح، معاملات قصاص، حدود اور دوسرے معاملات کے تفصیلی احکامات قرآن مجید نے نہیں بیان کئے وہ احادیث میں ہیں۔ (الموافقات ۳/۳۶۷ بحوالہ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۶۰، ۶۱)

قرآن مجید کی وہی خصوصیت وصفت ہے جو ایک دستور کی ہوتی ہے یعنی یہ کہ اس میں مخصوص احکام کا بیان مجمل ہے، جزئیات وتفاصیل سے اس میں بہت کم بحث کی گئی ہے، اس کا اصل کام یہ ہے کہ بنیادی چیزوں کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کرے، وہ زندگی کے ایک ایک پہلو کے مطابق تفصیلی ضابطے اور قوانین نہیں بناتا بلکہ وہ ہر شعبہ زندگی کے حدود اربعہ بتادیتا ہے۔

جمع قرآن، ترتیب اور حفاظت:

یہ بات صرف قرآن ہی کے ساتھ مخصوص ہے کہ یہ کتاب جس طرح حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوئی بغیر کسی تبدیلی اور تحریف کے بالکل اصلی اور محفوظ حالت میں ہمارے پاس محفوظ ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحفظون. "بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اس (قرآن مجید) کو دست برد زمانہ سے اور تحریف وتغیر سے بچانا یہ ہمارا کام ہے۔ چنانچہ قرآن آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح یہ اُترا تھا، گمراہ فرقے اپنے اپنے گمراہانہ عقائد کے ثبات کے لیے اس کی آیات میں معنوی تحریف تو کرتے رہتے ہیں اور آج بھی کرتے ہیں لیکن پچھلی کتابوں کی طرح یہ لفظی تحریف اور تغیر سے محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں اہل حق کی ایک جماعت بھی تحریفات معنوی کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہر دور میں موجود رہی ہے، جو ان گمراہانہ عقائد اور غلط استدلال کے تار و پود بکھیرتی رہی ہے اور آج بھی وہ اس محاذ پر سرگرم عمل ہے۔ علاوہ ازیں یہاں قرآن کو ذکر (نصیحت) کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کو اہل جہان کے لیے ذکر (یاددہانی اور نصیحت ہونے) کے پہلو کو نبی کریم ﷺ کی سیرت کے تابندہ نقوش اور آپ کے فرمودات کو بھی محفوظ کرکے قیامت تک کے لیے باقی رکھا گیا ہے۔ گویا قرآن کریم اور سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کا راستہ ہمیشہ کے لیے کھلا ہوا ہے، یہ شرف اور محفوظیت کا مقام پچھلی کسی بھی کتاب اور رسول کو حاصل نہیں ہوا۔ (احسن البیان ص ۷۱۲)

قرآن مجید کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے اسکی حفاظت، جمع وترتیب اور کتابت کا سلسلہ اس کے نزول کے ساتھ ہی جاری ہوا اور آخری مرحلے تک جاری رہا، جبکہ اس سے پہلی کتابیں زبانی یادداشتوں کی شکل میں رہیں اور صدیوں بعد قلم بند ہوئیں۔ لیکن قرآن مجید اول تا آخر ابتدائی دور میں لکھ لیا گیا تھا اور اس کی شہادت جہ ذیل آیت سے ملتی ہے۔ ذلك الكتب لاريب فيه. اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ (۲-۲) اس میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، ان کی صداقت میں جو احکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں ان سے انسانیت کی فلاح ونجات وابستہ ہونے میں اور جو عقائد توحید ورسالت کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں، ان کے برحق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (احسن البیان ص ۷)

سنت:

شریعت اسلامی کا دوسرا ماخذ "سنت" ہے۔ سنت کے لغوی معنی طریقے کے ہیں۔ لیکن عرف میں لفظ (سنت) سے مراد نبی اکرم ﷺ کا وہ ثابت شدہ طریقہ ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے بار بار عمل کیا۔ سنت سے رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال وافعال اور دوسروں کے وہ اقوال وافعال مراد ہیں جن سے آپ ﷺ نے سکوت فرمایا اور جن کو قائم ودائم رکھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال بھی اس بنیاد پر سنت ہیں کہ ان کے پاس اسکے لیے رسول اللہ ﷺ کی قولی یا فعلی سند موجود ہوگی،

اصول کی کتابوں میں مذکور ہے۔ السنة تطلق علی قول الرسول وفعله وسکوته وعلی اقوال الصحابه وافعالهم. ”سنت کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل اور سکوت پر نیز صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال پر ہوتا ہے۔“ قرآن مجید کے بعد سنت شریعت اسلامیہ کا دوسرا ماخذ ہے اور قرآن مجید کے بعد اس کا درجہ آتا ہے۔ کیونکہ اصلی حیثیت سے قرآن کے اجمال کی تفصیل اور اس کے اشکال کی توضیح وتفسیر ہے۔ محدثین نے حدیث کے مفہوم میں بھی وسعت سے کام لیا ہے اور حدیث وسنت کی حیثیت دین میں سند اور حجت ہونے کی ہے۔ یہاں بحث رسول ﷺ کے قول وفعل اور سکوت سے ہے، خواہ اس کا نام سنت رکھا جائے یا حدیث کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیهم. ”ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تا کہ لوگوں کے سامنے آپ اس چیز کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔“ (۱۶۔۴۴) اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید کا شارع قرار دیا گیا ہے، انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک الله. ”بیشک ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی تا کہ تو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے“ (۴۔۱۰۵) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا مبلغ بتایا ہے۔ یاایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک. ”اے رسول ﷺ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے آپ اس کی تبلیغ کیجیے۔“ (۵۔۶۷) شرح وتبلیغ اور فیصلہ کی صورت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے قول وفعل یا دونوں سے یا مروجہ طریقوں پر سکوت فرما کر انہیں قائم ودائم رکھنے سے قرآن مجید کے مطالب ومقاصد کی وضاحت فرماتے تھے۔ اس بنا پر سنت کے نام سے کوئی شے ایسی نہ ہونا چاہیے کہ جس کے معانی ومقاصد کی دلالت اصولی اور یہ قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں: لیس فی السنة الا واصله فی القران. ’سنت میں کوئی بیان ایسا نہیں ہے جس کی اصل قرآن مجید میں نہ ہو‘ اسی طرح کسی آیت کی کوئی ایسی تعبیر وتوجیہ درست نہ ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ توجیہ تعبیر کے خلاف ہو۔ بشرطیکہ روایت ودرایت کے معیار پر پوری اترتی ہو۔ فکان السنة بمنزلة التفسیر والشرح لمعانی احکام الکتب. ”پس سنت قرآنی احکام ومعانی کے لیے تفسیر اور شرح کی حیثیت میں ہوگی۔“

(الموافقات ج ۴ بحوالہ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۹۶)

اطاعت رسول ﷺ:

دور رسالت میں بھی اور اس کے بعد ہر دور میں آنحضرت ﷺ کے قول وفعل کو اسی طرح واجب الاطاعت سمجھا گیا جس طرح قرآن مجید کو اور دونوں کو وحی الٰہی مانا گیا۔ وما ینطق عن الهوی o ان هو الا وحی یوحی o ”اور نہ وہی اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔“ من یطع الرسول فقد اطاع الله. ”جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔“ (۴۔۸۰) اس آیت کی تفسیر میں مولانا عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

چونکہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور مبلغ ہیں۔ اس لیے ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے شریعت کے احکام سب ایسے ہیں جنہیں آپ ﷺ کی توضیح کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں۔ لہٰذا قرآن مجید سمجھنے کے لیے کوئی شخص سنت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ (تفسیر القرآن الکریم: ۱/۳۸۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله. ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ) اطاعت کے ان احکام میں رسول اللہ ﷺ کے وہ تمام اقوال وافعال داخل ہیں جو آپ ﷺ مسلمانوں کی تعلیم کے سلسلوں میں ارشاد فرمائے یا ان پر عمل کیا، اس لیے کتاب اللہ کے بعد ان کی حیثیت بھی قانون کی ہے اور مسلمانوں کے لیے کتاب اللہ ہی کی طرح واجب العمل ہیں، نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا بھی حکم ہے۔

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة. ”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔“ (۳۳۔۲۱)

صاحب احسن البیان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے تمام اقوال وافعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے آپ ﷺ کی اقتداء ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت سے، معشیت سے یا سیاست سے، زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں، (احسن البیان ص ۱۱۷۲) یہ تاکید اس لیے کی گئی ہے کہ قرآن مجید پر پوری طرح عمل کر کے ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حق ادا کیا جاسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر کے ہی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بننے کے لیے اتباع رسول ﷺ کی شرط لازم

ٹھہرائی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ . ''کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو'' (۳۔۳۱) اسکا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی واحد شکل اتباع رسول ﷺ یعنی سنت رسول ﷺ کی پیروی ہی ہے۔

سنت کے بارے میں صحابہ کرام کا طرز عمل:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ومن یشاقق الرسول من بعدماتبین لہ . ''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے، جدھر وہ متوجہ ہو اور پھر دوزخ میں ڈال دیں گے وہ پہنچنے کی بہت بُری جگہ ہے۔'' (۴۔۱۱)

صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد دینی روش پر چلنے والے علماء اور صلحاء نے حدیث و سنت کو دینی حجت و سند باور کیا ہے۔ چونکہ حدیث و سنت کو دین میں سند و حجت باور کرنا بھی ایک ''سبیل المومنین'' ہے اور چونکہ صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد جمہور علماء حدیث و سنت کو سرمایہ دین سمجھتے تھے تو پھر حدیث و سنت کی حجت سے انکار کرنا 'سبیل المومنین' سے روگردانی کرنے کے مترادف ہوگا جبکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ پوری طرح سنت پر عمل پیرا رہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے جب کوئی قانونی معاملہ آتا تو وہ قرآن کریم میں اسکا حل تلاش کرتے، اگر وہاں نہ ملتا تو سنت کی طرف رجوع کرتے اگر سنت میں بھی نہ ملتا تو لوگوں سے دریافت کرتے کہ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کا کسی کو علم ہے؟ بسا اوقات صحابہؓ میں سے کچھ لوگ بتا دیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ فرمایا ہے (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ باب الفرق بین اھل الحدیث الخ، بحوالہ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۹۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کتاب اللہ کے بعد سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے تھے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں گورنروں کے فرائض میں انتظامی امور کے ساتھ دین اور سنت کی تبلیغ بھی لازم قرار دی ہوئی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اس لیے گورنروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں تمہارا دین اور نبی کی سنت سکھائیں۔ (اعلام الموقعین جلد ۱ بحوالہ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۹۷) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد ہر دور کی معتبر و مستند تاریخ کا ناطق فیصلہ ہے کہ محدثین و فقہاء اور ائمہ مجتہدین نے حدیث و سنت کو سند تسلیم کیا ہے اور وہ حدیث و سنت کو قرآن کریم کے بعد اسلامی قانون کا ایک مستقل ماخذ قرار دیتے رہے ہیں۔

ائمہ اربعہ کا سنت کے بارے میں طرز عمل:

ائمہ اربعہ نے سنت نبوی ﷺ کو خاص اہمیت دی ہے۔

1۔ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (م ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں: اگر سنتیں نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی قرآن کریم کا فہم نہ حاصل کر سکتا۔

(کتاب المیزان للشعرانی)

2۔ امام ابوعبداللہ مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) کا ارشاد ہے: ہر وہ چیز جو کتاب و سنت کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔

(جامع اہل العلم لابن عبداللہ)

3۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب کسی عمل پر رسول اللہ ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس پر کسی قول کی وجہ سے اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

(اعلام الموقعین، ابن قیمؒ)

4۔ امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل (۲۴۶ھ) نے فرمایا ہے: جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو رد کیا وہ ہلاکت کے کنارے پر آ گیا۔ (کتاب المناقب لابن جوزی۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۹۸)

کتابت حدیث:

حدیث کے متعلق بے اعتمادی پھیلانے والوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حدیث لکھنے کی ممانعت فرما دی تھی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے: لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ وحدثوا عنی ولا حرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار. ''مجھ سے کچھ نہ لکھو اور جس نے مجھ سے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہے وہ اسے چاہیے کہ وہ مٹا دے اور مجھ سے حدیثیں بیان کرو، اس میں کچھ حرج نہیں اور جس نے میرے متعلق قصداً جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنا لے۔''

اس حدیث کے بارے میں مولانا تقی الدین ندوی مظاہری لکھتے ہیں کہ: امام بخاری وغیرہ دیگر محدثین کے نزدیک اس روایت پر کلام ہے کہ ان کی تحقیق میں یہ الفاظ حضور ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ خود حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہیں، جن کو غلطی سے راوی نے مرفوعاً نقل کر دیا۔

(فتح الباری ۱/۱۷۵)

(جاری ہے)

چوہدری عبدالمالک، سادہ جاٹ

مولانا حافظ محمد الیاس اثری

ہمارا بچپن کا زمانہ تھا 1962ء کی بات ہے کہ میں نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ کی ریل بازار کی جامع مسجد اہلحدیث میں زیر تعلیم تھا۔ ہمارے استاد محترم تھے مناظر اسلام نامور نکتہ دان مولانا محمد شمشاد سلفی حفظہ اللہ۔ ان دنوں میں دیکھتا تھا کہ دو چار ایسے احباب تھے جو استاذ محترم کے تقریباً ہم عمر ہی تھے اور دن میں ایک دو مرتبہ ضرور اکھٹے بیٹھتے اور چائے وائے کا دور چلتا۔ ان میں سید محمد یونس مرحوم، جناب محمد سلیم کیرالہ، جناب محمد حسین کھوکھر اور پھر اس قافلے میں جناب چوہدری عبدالمالک بھی شامل ہوگئے۔ فی الحال میں نے آخرالذکر بھائی کا تذکرہ کرنا ہے۔ چوہدری صاحب مورخہ 5 فروری 1942ء کو آہدیاں (یہ ضلع شیخوپورہ کا ایک گاؤں ہے) میں ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ چوہدری محمد علی ڈھلوں ان کے والد کا نام ہے۔ انہوں نے اپنا بچپن اپنے گاؤں میں ہی گزارا اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی یہ اور ان کا سارا خاندان آلومہار والوں کا مرید تھا۔ وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ میں کالا خطائی سٹیشن سے سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوا کہ میں نے آلومہار والوں کے عرس میں حاضری دینی تھی، میری خوش قسمتی کہ میں آلومہار جانے کی بجائے حضرت مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی مرحومؒ کے پاس پہنچ گیا۔ صبح کا وقت تھا۔ اس لیے مولانا مرحوم کی ایک ہی مجلس کام کر گئی انہوں نے مسائل بتائے اور کتابیں دیں، ان کتابوں کو پڑھ کر عقیدہ مزید مضبوط ہوگیا اور پھر جمعہ کی ادائیگی کے لیے نارنگ منڈی تشریف لایا کرتے تھے۔ جن مسائل میں کوئی اشکال ہوتا حضرت سلفی صاحب سے مل لیا کرتے تھے، پھر آہستہ آہستہ اپنے گاؤں اہدیاں میں دعوت وتبلیغ کا کام شروع کر دیا، کہیں بدعات پر بحث ہو رہی ہے تو کبھی فتنہ انکار حدیث پر گفتگو ہو رہی ہے کبھی تقلید شخصی پر تکرار ہو رہا ہے تو کبھی مردوں کے سننے پر بحث ہو رہی ہے۔

ان مسائل پر ان کو کافی معلومات تھیں کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا نہ تھا وہ قرآن وسنت کے تابع تھے، قرآن مجید کی تلاوت ان کا معمول ومشغلہ تھا وہ ہر محفل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتے تھے۔ انتہائی بااخلاق تھے، بڑوں کا ادب کرتے اور سلام میں بھی پہل کرنے کی کوشش کرتے، چھوٹوں کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے اور سینے سے لگا لیتے۔ اہل خانہ اور دوستوں کے لیے دل میں انتہائی نرم گوشہ رکھتے تھے لیکن ظالم اور بُرے لوگوں کے لیے انتہائی سخت دل تھے۔ وہ اس شعر کا مصداق تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل تو فولاد ہے مومن

سچ گو تھے، سچوں کو پسند کرتے تھے، انہیں جھوٹ، فراڈ، چغلی، غیبت اور گالی گلوچ سے شدید نفرت تھی۔ بڑے ملنسار تھے، مظلوم کی حمایت کرتے تھے، لوگ اپنے مسائل لے کر آتے تو فریقین کی بات بڑی توجہ اور تحمل سے سنتے اور پھر حق پر مبنی غیر جانبدارانہ فیصلہ کرتے پھر جو ان کے فیصلے کو تسلیم نہ کرتا تو مظلوم کے ساتھ پنچائتی، عدالتی اور قانونی سطح پر ہر طرح کا تعاون کرتے۔ ان کی ایمانی حالت یہ تھی کہ فیصلہ کرتے وقت کسی بڑے سے بڑے ظالم کو بھی خاطر میں نہ لاتے، جس کی وجہ سے اہل علاقہ چھوٹے بڑے، امیر وغریب، سارے ہی انکی عزت وتکریم کرتے تھے اور دلی احترام کرتے تھے، ہر کسی کی غمی وخوشی میں شریک ہوتے۔ کبھی کبھی میرے پاس گوجرانوالہ بھی تشریف لاتے کہ چلو صبح کا خطبہ جمعہ حافظ محمد الیاس اثری مدیر مرکز الاصلاح گلبرگ کالونی گوجرانوالہ کا سنتے ہیں، پھر حافظ صاحب سے ملیں گے پھر کچھ پرانی اور کچھ نئی باتیں بھی کریں گے۔

باتوں باتوں میں کبھی کہہ بھی دیتے کہ بھائی ہم تو سادھے جاٹ ہی ہیں یہ جملہ اصل میں ان کا امتیاز نہ تھا بلکہ یہ جملہ حضرت سلفی صاحب حفظہ اللہ کا تھا وہ کبھی کبھی چوہدریوں کو براہ تفنن کہہ دیا کرتے تھے کہ آپ تو سادھے جاٹ ہی ہیں آپ میں جاٹوں والی باتیں نہیں ہیں اور یہ حقیقت تھی کہ وہ عام جاٹ برادری کی طرح نہ تھے، صحیح اور سیدھے سادھے مسلمان آدمی تھے ان کے پاس بیٹھنے سے اس بات کا مشاہدہ ہوتا تھا کہ چوہدری صاحب بڑی اچھی صحت کے مالک تھے، دن بڑے خوشگوار گزر رہے تھے۔

اچانک 10 نومبر 2011ء کو لاؤڈ سپیکر بول پڑے کہ چوہدری عبدالمالک اپنے سارے چاہنے والوں کو جدائی کا پیغام دے کر اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون. لوگوں کو جب یہ خبر ملی تو ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر دل جدائی کے غم میں تھا، ہر زبان کہہ رہی تھی کہ کیا خوب انسان تھا جو اس ہمارے سارے علاقہ کو ویران کر گیا ہے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

چوہدری صاحب کی نماز جنازہ آہدیاں میں 11-11-2011ء کو ادا کی گئی۔ حضرت سلفی صاحب کے حکم پر ہمارے بھائی مولانا عبدالغفور عابد کھوکھر آف نارنگ منڈی نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ نارنگ منڈی کی تاریخ میں حضرت سلفی صاحب نے مولانا عبدالغفور عابد کو بھی امام الجنائز بنا دیا ہے۔ یہ ان کی طرف سے بڑی عزت افزائی ہے، بڑے بڑے

لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ عابد صاحب ہماری نماز جنازہ پڑھائیں۔
پھر چوہدری صاحب کو ان آبائی گاؤں آہدیاں میں ہی ان کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

چوہدری صاحب نے اپنے پیچھے اپنی ایک زوجہ، دوفرزند چوہدری ساجد فاروق ڈھلوں اور چوہدری احمد فاروق ڈھلوں اور دوصاحبزادیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔اللھم اغفرلہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم

آخری ملاقات:

میری ان سے آخری ملاقات ان کے ڈیرے پر ہوئی تھی، یہ واقعہ 2010ء کا ہے، انہوں نے مجھ سے اس بات کا اظہار کیا کہ میں یہاں اہلحدیث کی مسجد تعمیر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ جگہ وقف کریں اور پھر نارنگ جماعت سے کہیں گے کہ مسجد کویت والوں سے تعمیر کروا دیں۔میں ان کے دونوں صاحبزادوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کی دلی خواہش کسی مناسب وقت پر ضرور پوری کریں اور ان کے لیے صدقہ جاریہ کا بندوبست کریں۔اس قدر خوبیوں کے باوصف وہ انسان تھے بشری کوتاہی سے پاک نہ تھے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آخری منزلیں آسان فرما کر انہیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔آمین

16 مارچ کا خطبہ جمعۃ المبارک

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث غلہ منڈی تاندلیانوالہ میں
روپڑی خاندان کے چشم وچراغ، مفسر قرآن

حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب

ارشاد فرمائیں گے۔(انشاء اللہ)

(منجانب: قاری محمد ایوب وانتظامیہ مسجد ہذا)

دعائے مغفرت

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ خاں مدنی کی ہمشیرہ مورخہ 12 فروری کو رضائے الٰہی سے انتقال کرگئیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔مرحومہ نماز جنازہ ان کے بھائی حافظ ثناء اللہ خاں مدنی نے پڑھائی۔نماز جنازہ میں علاقہ کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ادارہ حافظ صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔آمین　(ادارہ تنظیم اہلحدیث لاہور)

دارالحدیث راجووال میں ششماہی امتحان 2012ء

الحمدللہ جامعہ کمالیہ نصف صدی سے دین اسلام کی نشرواشاعت میں مصروف عمل ہے، درس نظامی کے ساتھ بی۔اے تک عصری تعلیم بطور لازمی نصاب اور معیاری انداز میں پیش کررہا ہے، تحفیظ القرآن مع تجوید میں 4 اساتذہ کرام محنت فرمارہے ہیں، شعبہ ناظرہ ودعوت وتبلیغ اور شعبہ طبع وتالیف، کمپیوٹر لیب اسکے علاوہ فعال وسرگرم ہیں۔وفاق المدارس السلفیہ سے باقاعدہ جامعہ کا الحاق ہے، تمام شعبوں میں 20 اساتذہ وملازمین شب وروز طلبہ کی تعلیم وتربیت کررہے ہیں۔8 فروری تا 15 فروری تک ششماہی امتحان ہوا اور 15 فروری کو ہی طلبہ کا رزلٹ سنایا گیا۔اس تقریب میں مہمان خصوصی قاری نویدالحسن لکھوی، پروفیسر عبدالماجد کشمیری تھے، شعبہ حفظ سے بدست قاری نویدالحسن لکھوی اور شعبہ درس نظامی سے پروفیسر عبدالماجد، ودیگر اخلاقیات پابندی نماز میں پوزیشن لینے والے طلبہ کی قاری خالد مجاہد نے نقدی انعامات سے حوصلہ افزائی کی، اس طرح تمام طلبہ واساتذہ میں تقریباً 50000 ہزار روپے کی کثیر رقم تقسیم کی گئی۔آخر میں مہمانان گرامی عبدالماجد صاحب نے ایمان باللہ ورسولہ پر بڑی مدلل گفتگو فرمائی اور قاری خالد مجاہد نے فضائل قرآن پر بہت شاندار خطاب کیا۔اس سال چار کلاسز نہم، دہم، فرسٹ ائیر اور سیکنڈ ائیر (سیکنڈری ایجوکیشن لاہور بورڈ کے) امتحان میں شریک ہورہی ہیں۔ان کا وفاق المدارس السلفیہ کا امتحان بھی ہوگا۔

250 صد طلبہ جامعہ میں رہائش پذیر اور زیرکفالت ہیں۔مزید تعداد بڑھ رہی ہے، اسبوعی اجلاس ودروس سے طلبہ کی تربیت وتزکیہ نفس پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔علوم اسلامیہ میں حافظ قرآن یا مڈل پاس طلبہ کے لیے مارچ سے "حرف المصحف الاول" میں داخلہ جاری ہے۔جبکہ شعبہ حفظ میں پرائمری پاس طلبہ کے لیے داخلہ کے وقت تین عدد تصاویر، سرٹیفکیٹ اور سربراہ کا ساتھ آنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بقیۃ السلف مولانا محمد یوسف صاحب حفظہ اللہ کی سرپرستی میں مدرسہ جدید تقاضوں کے مطابق ترقی کی راہ پر گامزن ہے، صحیح بخاری شریف بھی سبقاً جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ جامعہ کو تاقیامت آباد رکھے اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

تحریک فلاحِ انسانیت

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

انسانیت کی فلاح دین اسلام کا اساسی جزو ہے۔اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تحریک فلاح انسانیت کا سرگرم رکن بن جائے، تاکہ انسانیت کی لٹی ہوئی خوشیاں اسے دوبارہ مہیا کی جائیں اور اس دنیا کو جو ظالم انسانوں کے ظلم سے ایک جہنم میں بدل گئی ہے جنت ارضی میں بدل دیا جائے۔ یہ ایک مقدس مشن ہے اور ہر نیک نیت مسلمان کو اس کارِ خیر میں شریک ہونا چاہیے۔ جہاں تک فلاح انسانیت کی تحریک کے شعبوں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں میرے خیال کے مطابق انسانیت کی فلاح کے بنیادی شعبہ جات دو ہیں۔ انسانیت کی روحانی اور مذہبی فلاح اور انسانیت کی مادی اور معاشی فلاح واصلاح۔ خدمتِ انسانیت کے ذیلی شعبہ جات فلاح انسانیت کے ان اساسی شعبوں کی فروعات ہیں۔ آج کے دور میں لوگ نظریاتی، فکری اور ذہنی اعتبار سے بے قرار ہیں، وہ نفیس اور مطہر ومقدس افکار وتصورات کی سوغات کے متلاشی ہیں۔ مفکرین اسلام، دانشورانِ ملت اسلامیہ، معلمین امت مسلمہ اور واعظانِ ملت بیضا کا اولین فرض ہے کہ وہ لوگوں کو بہترین اور اعلیٰ نظریاتِ حیات سے لیس کریں روحیں بنجر ہو چکی ہیں وہ مقدس اور پاکیزہ الہامی تصورات کے عطیے کی طلب گار ہیں، دل بے قرار ہیں، وہ انسانیت کی محبت وخدمت کے نغمے سننے کے لیے بے قرار ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے مکمل تعارف سے لے کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی، جنت کے احوال، موت کے بعد کی نورانی دنیا کا مکمل تعارف اور انسانی زندگی کے اخروی نصب العین کے حوالے سے افکار ونظریات کے پرچار کی ضرورت ہے۔لوگوں کے قلوب سیاہ ہو چکے ہیں وہ نورِ ایمان سے جلا پا سکتے ہیں۔آج انسانیت دکھی اور پریشان ہے، لوگوں کے پاس نظریہ حیات نہیں ہے اسی لیے وہ فضول سرگرمیوں میں وقت ضائع کرتے ہیں لوگوں کو یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے نغمے الاپیں وہ اللہ سے لو لگائیں، وہ نیک اور متقی بن جائیں، لوگوں کو آگاہ کیا جائے کہ وہ انسانیت سے محبت کریں وہ افسردہ اور غم زدہ روحوں کو سکونِ زندگی عطا کریں آج دُکھی مائیں جو اپنے جوان بیٹوں کے دیدار کے لیے ترس رہی ہیں لیکن وہ بیٹے ظالموں کے بموں اور گولیوں کی نذر ہو چکے ہیں، بوڑھے باپ ہیں جن کے آنسو رُکتے نہیں، ان دکھی روحوں کو محبت، تسکین اور پیار کے میٹھے بولوں سے شاداب کرنے کی ضرورت ہے۔آج نیکی کے تصورات کے عام کرنے کا دور ہے، لوگوں کو بتلایا جائے کہ نیکی کس عمل کا نام ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب انسانی روحیں نیکی کے تصورات کے نور سے مصفا اور پاک ہو جائیں گی تو پھر یہ دنیا امن وسلامتی اور محبت کا ایک مقدس خطہ بن جائے گی، دنیا سے بحران اور فساد کے حالات ناپید ہو جائیں گے، یہ سسکتی تڑپتی اور بلکتی دنیا جنت کا روپ دھار لے گی اور دنیا سے سفاکی اور درندگی کے مناظر نابود ہو جائیں گے اس لیے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ انسانی ذہنوں کو امن و عدل اور سلامتی کے ایمان افروز تصورات سے منور کیا جائے، تب (خارج) کی سماجی اور تمدنی حالت اپنے آپ بدل جائے گی، جہاں تک انسانیت کی مادی فلاح کا تعلق ہے تو اس کا دارومدار بھی انسانی قلوب کی پاکیزگی پر ہے، جب انسانوں کے قلوب نورِ ایمان اور نورِ خیر سے مصفا اور مطہر ہو جائیں گے تو پھر یہ لوگ انسانیت کی مادی فلاح کے مشن پر نکلیں گے۔

آج ہسپتالوں کے وارڈوں میں زخمی اور مریض افراد بے کسی اور کمپرسی کی کیفیت سے دوچار ہیں کہ کوئی اللہ کا نیک اور فیاض بندہ آئے گا وہ اپنے خزانوں کے منہ کھول دے گا اور دکھی مریضوں کے علاج کے لیے ادویات مہیا کریگا وہ ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کو کھانا کھلائے گا اور انکی دعائیں لے گا۔ کروڑ پتی اور ارب پتی انسانوں سے میری گزارش ہے کہ وہ تحریک فلاح انسانیت کے میدان میں سرگرم عمل ہو جائیں تاکہ دنیا سے جہالت، بیماری، دکھ درد، مصیبت، غم اور ظلم کا خاتمہ ہو سکے۔ صاحب ثروت افراد کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ قحط زدہ اور مفلوک الحال انسانیت کو سکون فراہم کرنے کے لیے اپنی تجوریوں کو خالی کر دیں، یہ دنیا اور اس کی بہاریں چندروزہ ہیں اس لیے یہاں جی بھر کر صدقہ وخیرات کرلیں تاکہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ نصیب ہو جائے۔

آج دنیا بھر میں بہت زیادہ دکھ ہے، بھوک ہے، غم ہے، آہیں ہیں، فریادیں ہیں، لوگ ہیں کہ دستِ سوال دراز کیے ہوئے ہیں، کیا ایسے ہاتھ موجود ہیں جو ان غم زدہ اور بھوکے انسانوں کی خدمت کے لیے حرکت میں آئیں، آج کا دور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا منتظر ہے کہ حضرت عثمانؓ جیسے افراد دنیا میں آئیں گے تو وہ دکھی لوگوں کے دکھ دور کریں گے، یتیم بچے ہیں جو زندگی کی خوشیوں کے لیے ترس رہے ہیں، غم زدہ بھوکی بچیاں ہیں جن کے پیٹ بھوک کی وجہ سے دردوالم کی گرفت میں ہیں، پھولوں اور بہاروں کی اس دنیا میں بہت سے ایسے افسردہ خاطر انسان ہیں جن کا سکون

زندگی لٹ چکا ہے، جن کی راتیں تاریک ہو چکی ہیں، جن کے دن سکون نا آشنا ہو چکے ہیں، بہت سی آنسو بکھیرتی بہنیں ہیں جو اپنے پیارے بھائیوں کے لیے پیسے ڈھونڈ رہی ہیں، کیا کوئی مرد رعنا ان دکھی، افسردہ، غم زدہ اور مفلس وقلاش انسانوں کے دکھ دور کرنے کے لیے تحریک خدمت بشر کا رکن بننا پسند کرے گا۔ آج ایشیاء اور افریقہ میں کروڑوں لوگ ہیں جو رات کے وقت بھوکے سوئے ہیں، جو بیماریوں میں مبتلا ہیں، جو لباس، چھت، تفریح، تعلیم اور زندگی کی مسرتوں سے محروم ہیں، کیا کوئی حاتم طائی ہے جو ان انسانوں کے لیے اپنے خزانے لٹانے کا عزم رکھتا ہے۔ فلاح انسانیت کے اس مقدس مشن میں شریک ہو جائے تاکہ موت کے بعد جنتی محلات کے باسی بن سکیں، ایک کروڑ کی گاڑی میں سفر کرنے والے اور تین کروڑ کے بنگلے میں رہنے والے نازک مزاج انسانو سُنو! عنقریب موت کا دستِ قاتل غیب سے نمودار ہوگا اور اگلے ہی لمحے تم شہر خاموشاں کی وادی کے باسی بن جاؤ گے، وہاں منوں مٹی کے اندر تمہارا خوبصورت بدن دفن ہو جائے گا اور پھر کالے ناگ، سانپ اور بچھو تمہارے لذت پسند، گورے بدن کو ڈسیں گے، اس لیے مرنے سے پہلے اپنی عاقبت سنوار لو، یہی تمہارا Futune ہے اور یہی تمہارا کیریئر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ ارب پتی انسانوں کو تحریک فلاح انسانیت کا رکن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تحریک فلاح انسانیت کا ایک اور اہم ترین جزو مقصد اور عزم لوگوں کے لیے معاشی اور سماجی آزادی کا حصول ہے، اس دنیا کے اندر قید خانے اور جیلیں ہیں، یہاں ہم جیسے انسان مجبوری کی حالت میں قید ہیں بے گناہ اور جرائم سے پاک عافیہ صدیقی جیسی بہنیں ظالم درندوں کی قید میں ہیں، ستم گزاریوں کی نجی جیلوں میں محنت کش جوان بوڑھے اور عورتیں پابہ زنجیر ہیں، آج صلاح الدین ایوبی کا انتظار ہے کہ اس جیسا مردِ حُر آئے گا اور ان لوگوں کو آزادی دلوائے گا، ایشیا اور افریقہ مجبور و مقہور کے کروڑوں عوام ظالم حکمرانوں اور اشرافیہ کے آہنی ضابطوں میں جکڑے ہوئے ہیں، معاشی تنگدستی نے ان کے لیے زندگی کے حالات مشکل بنا دیے ہیں، سسکتی چیخیں اور آنسو بہاتی مجبور انسانیت کو ان درندوں کے آہنی شکنجے سے آزاد کر کے حریت آشنا کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ آزادی دنیا کی عظیم ترین نعمت ہے۔ ایک فلسطینی شاعر ایک چڑیا سے کہتا ہے کہ اے آزاد چڑیا تو کتنی خوش ہے تو اپنی مرضی سے آزاد فضاؤں میں محو پرواز ہے اور میں ظالم وسفاک دشمنوں کی قید میں ہوں، تیری دنیا آزادی کی دنیا ہے جبکہ میری مقدس دھرتی پر توحید نا آشنا انسانوں کا قبضہ ہے، اے چڑیا کاش! میں بھی تیری طرح آزاد ہوتا اور دنیا کی بہاروں سے لطف اٹھاتا اس لیے اہل دانش اور اصحاب حریت کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑی ہوئی دکھی انسانیت کی آزادی کے لیے میدان جہاد میں اتریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا"

اگر ہے تمنا درد دل کی تو کر خدمت فقیروں کی
کہ نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

بقیہ: جہالت یا روشنی خیالی

3۔ لواطت: زنا اور بے پردگی کی طرح ایک اور ایسا ہی شرمناک فعل لواطت ہے، مرد کا مرد سے جنسی خواہش پوری کرنا ایسا قبیح فعل ہے جو سب سے پہلے شیطان نے ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں آ کر قوم لوطؑ میں شروع کیا اور اسی بدفعل کی وجہ سے قوم سیدنا لوطؑ کی قوم پر وہ عبرتناک عذاب آیا کہ جسے پڑھ اور سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ہم جنس پرستوں کا اجلاس اسلام آباد میں ہوا ہے، غیر مسلم آج بھی اسے روشن خیالی کے نام پر مسلمانوں میں عام کرنا چاہتے ہیں، قرآن کریم ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ یہ روشن خیالی نہیں بلکہ جہالت ہے، حضرت لوطؑ نے جب اپنی قوم کو اس بدفعل سے منع کیا تو یہی فرمایا تھا: انکم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون o (النمل) "کیا تم مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم تو جاہل قوم ہو" آج قوم میں یہ شعور بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ ہم جنس پرستی، زنا اور بے پردگی روشن خیالی اور ترقی نہیں بلکہ یہ جہالت ہے، جس سے انسان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہے۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں

حاجی عبدالقیوم کی اہلیہ کا انتقال

گزشتہ دنوں جامعہ اہلحدیث لاہور کے ہمسائے حاجی عبدالقیوم (سٹیل ٹریڈرز رحمٰن گلی نمبر 5) کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں، مرحومہ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں حافظ عبدالوہاب روپڑی ودیگر احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ادارہ حاجی عبدالقیوم کے غم میں برابر کا شریک ہے، قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کریں اور لواحقین خصوصاً ان کے بیٹوں محمد عثمان، محمد عمران کے لیے صبر جمیل کی دعا کریں۔ (ادارہ)

آہ! استاذ الحفاظ وعلماء قاری عبدالرحیم میر محمدی آف بونگہ بلوچاں داغ مفارقت دے گئے

قاری عمران یوسف میر محمدی

تمام جماعتی وتعلیمی حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ استاذ الحفاظ وعلماء قاری عبدالرحیم میر محمدی کافی عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد مورخہ 2012-02-11ء بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے 80 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے اناللہ وانا الیہ راجعون. موت برحق ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں، موت ہر ایک پر آنی ہے اور کوئی بھی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں۔ چاہے نبی ہو یا ولی، شاہ ہو یا گدا، بڑا ہو یا چھوٹا، نیک ہو یا بد کسی کو اس سے چھٹکارا نہیں، ہر حال میں اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخلدون o کل نفس ذائقة الموت. (الانبیاء: ۳۵،۳۴)

''اور آپ ﷺ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی۔ کیا آپ ﷺ فوت ہو گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں گے؟ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' یعنی اے محمد ﷺ نہ تو آپ سے پہلے کسی انسان کو زندہ رکھا گیا اور نہ ہی آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں بلکہ ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ کسی نے سچ کہا

لو کان فی الدنیا بقاء — لمامات خیر المرسلین محمد

''اگر دنیا میں کسی کے لیے بقاء ہوتی تو افضل البشر حضرت محمد ﷺ دنیا سے رخصت نہ ہوتے۔''

ولادت: آپ کی ولادت 1933ء میں گاؤں میر محمد ضلع قصور میں ہوئی۔

تعلیم: موصوف نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میر محمد میں ولی کامل حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ سے شروع کی اور پھر ان کے حکم پر بسلسلہ تعلیم لاہور چلے گئے۔ دارالتجوید شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں داخلہ لیا، یہاں پر حافظ محمد شریف صاحب سے قرآن پاک حفظ مکمل کیا اور قاری محمد اسماعیل سے تجوید پڑھی۔ آپکے ہم عصر ساتھیوں میں قاری محمد یحییٰ بھوجیانیؒ گوجرانوالہ قاری عبدالحفیظ بخشے والے قصور، قاری محمد اسلم گوجرانوالہ اور حافظ محمد بشیر بھوئے آصل قصور، تھے۔

تدریس: موصوف نے دارالتجوید سے فارغ ہونے کے بعد بحکم حافظ محمد یحییٰ عزیزؒ کے مدرسہ تجوید القرآن اندرون بنگلہ ایوب شاہ لسوڑے والی شعبہ تحفیظ القرآن میں کام شروع کیا۔ تقریباً دو سال پڑھانے کے بعد بحکم مولانا محمد ابراہیم ستوکی کے بونگہ بلوچاں تشریف لے گئے۔ یہ 1960ء کی بات ہے، اس گاؤں میں مدرسہ ریاض القرآن اہل حدیث کے نام سے ادارہ کا اجراء کیا۔ اسی مدرسہ سے منسلک رہتے ہوئے موصوف نے 52 سال تک قرآن کی خدمت کی اور سینکڑوں حفاظ بنائے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی فہرست تو بہت طویل ہے، چند کے نام درج ذیل ہیں۔ قاری طیب بھٹوی، قاری ریاض الحقؒ منڈی عثمان والے، قاری بشیر لاہور، قاری محمد حنیف ربانی کامونکی، قاری عمران یوسف میر محمدی، قاری ثناء اللہ بگھیاڑی، قاری عبداللطیف وقاری اشرف موڑ کھنڈا، قاری ابراہیم کاظم، قاری صدیق الحسن قصور، حافظ اسحاق وحافظ عمر بونگہ، حافظ عبدالستار چک ٹیسیاں، حافظ یٰسین بھائی پھیرو، حافظ سعید بگھیاڑی، حافظ حبیب اللہ گوہڑوی، قاری اسحاقؒ میر محمدی، حافظ عبداللہ بن قاری عبدالرحیمؒ، حافظ محمد اسماعیل عزیز بن حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ، حافظ یوسف، حافظ خالد موڑ کھنڈا، شامل ہیں۔ حقیقتاً استاد تربیت میں والد کا مقام رکھتا ہے، ان کا احترام کامیابی وکامرانی کے لیے خشت اول ہے۔ موصوف اپنے اساتذہ کی انتہائی عزت کرتے، ان کے سامنے عجز وانکساری سے بیٹھتے، ان کا تذکرہ بہت ہی ادب سے کرتے تھے۔ محدود آمدنی اور تنخواہ کے باوجود اساتذہ کی خدمت میں پیش ہوتے رہتے، طلباء کو بھی اساتذہ کے احترام کی پُر زور تلقین کرتے۔ حضرت استاد ایک متحمل المزاج، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شریف الطبع انسان تھے، طلباء سے اپنے بیٹوں جیسا سلوک کرتے، ان کو دُکھ درد اور ہر پریشانی میں تسلی دیتے۔ راقم الحروف کے ساتھ حضرت قاری صاحب کا باپ بیٹے جیسا سلوک تھا اور ویسے بھی وہ رشتہ میں میرے پھوپھا جی لگتے تھے۔

نماز جنازہ: حضرت قاری صاحب کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ کی امامت کے فرائض ان کے فرزند ارجمند حافظ ثناء اللہ شاہد قصوری نے مرکز البدر بونگہ بلوچاں میں پڑھائی۔ انہوں نے نماز جنازہ میں اس قدر رقت انگیز انداز میں دعائیں پڑھیں کہ خود بھی روئے اور مجمع کو بھی رلادیا، کوئی بھی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔ نماز جنازہ میں ان کے سینکڑوں شاگردوں سمیت کثیر تعداد میں علمائے کرام وشیوخ حضرات تشریف لائے، جن میں شیخ الحدیث حافظ محمد امین گوجرانوالہ، حافظ عبدالسلام بھٹوی، پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، الشیخ مظفر شیرازی سیالکوٹ، مولانا قاری اکرم زاہد بھٹوی قاری ابراہیم میر محمدی، حافظ محمد حنیف بھائی پھیرو، قاری مشتاق احمد ودیگر علمائے دین شریک ہوئے، نماز جنازہ کے بعد حضرت الاستاذ قاری صاحب کا آخری دیدار کروایا گیا، بعد ازاں تدفین کے لیے قبرستان لایا گیا، آہوں اور سسکیوں میں ان کو سپردِ خاک کیا گیا، اس طرح علم وعمل کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان میں ان کے چار بیٹے حافظ ثناء اللہ شاہد قصوری رحیم یارخاں، حافظ عطاء اللہ توقیر، محمد یونس، حافظ عبداللہ سلیم اور تین بیٹیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جہالت یا روشن خیالی؟

قاری محمد حسن سلفی

معاشرے میں ہر طرف جہالت اور بے دینی کا غلبہ نظر آرہا ہے، اغیار کی نقالی اور دنیاوی ہوس نے انسانوں کو جانور بنا دیا ہے، دینی تعلیمات اور شعائر اسلام سے بے رغبتی دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ جبکہ اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام معلم بنا کر مبعوث فرمائے، قرآن کریم میں متعدد جگہ حضرت محمد ﷺ کو "یعلمهم الکتاب والحکمة" کے منصب ملنے کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے آکر دنیا سے جہالت اور ظلمات کا خاتمہ کیا اور ایسی مثالی زندگی انسانیت کو عطا کی کہ جس سے ہر طرف خیر اور بھلائی کا چرچا اور غلغلہ مچ گیا۔ قرآن کریم جو آخری امت کی طرف کتاب ہدایت بن کر آیا ہے اس میں نیکی اور گناہ کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ وہ اعمال جن کو قرآن کریم میں باقاعدہ جہالت کا نام دیا گیا، افسوس آج امت مسلمہ ہدایت کی نورانی کرنوں کو چھوڑ کر ان ظلمات اور جہالتوں میں لت پت نظر آرہی ہے جس سے قرآن مجید بار بار منع کرتا نظر آرہا ہے۔

1۔ زناکاری:

حضرت یوسفؑ کا واقعہ ہم لوگ پڑھتے بھی ہیں اور خطباء وواعظین سے سن کر ایمان تازہ بھی کرتے ہیں، اس نصیحت آموز واقعہ یوسفی میں ہمیں پاکدامنی اور عفت وعصمت کی حفاظت کا بھی ایک عظیم سبق ملتا ہے۔ پہلے شاہی خاتون کے مکروفریب سے بچ کر نکلے، الزام بھی غلط ثابت ہو چکا لیکن بیگم نے دیگر عورتوں کے "طعنے" سن کر ایک پرتکلف دعوت پر جب زنان مصر کو بلایا اور حضرت یوسفؑ کی رونمائی کروائی تو وہ اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اللہ اللہ پیغمبر کا حسن وجمال کیا کہنے، تب بیگم شاہی نے اعتراف بھی کیا اور اصرار بھی کہ ہاں یہ ہے وہ جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں کہ ملکہ مصر ہو کر ایک غلام پہ فریفتہ ہوئی اور اپنی منشاء بھی پوری نہ کر سکی۔ اب سنو اگر یوسف میرے دامن فریب میں نہ آیا تو میں اسے دردناک سزا دوں گی یا جیل کی کال کوٹھڑی میں پھینک دوں گی۔ جب اللہ کے نبی حضرت یوسفؑ نے اس کی بدحواسی اور حیوانگی دیکھی تو دعا کی رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه والا تصرف عنی کیدهن اصب الیهن واکن من الجاهلین o "اے میرے رب جس چیز کی طرف یہ مجھے بلا رہی ہیں اس سے مجھے جیل جانا ہی پسند ہے اور اگر تو نے ان کے ارادے مجھ سے نہ پھیرے مجھے نہ بچایا تو میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا" حضرت یوسفؑ کی یہ دعائے حق واضح کر رہی ہے کہ زنا کرنے والا جاہل ہوتا ہے بیشک وہ دینوی علوم سے کتنا ہی واقف کیوں نہ ہو جس نے اپنا منصب ہی نہ پہچانا جسے انسانیت کی تمیز ہی نہ رہی جو کسی کی ماں، بہن، بیٹی کی عزت سے کھیل رہا ہے وہ جاہل ہے۔

2۔ بے پردگی:

عورتوں کا بے پردہ گھروں سے نکلنا اور بن سنور کر بازاروں کی زینت بننا آج کے دور کا ایک "فیشن" بن چکا ہے۔ شریف سے شریف گھرانوں کی عورتیں بھی بازار سے خود شاپنگ کرنا اپنا حق سمجھتی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب نوجوان لڑکیاں اور خواتین کو گھر سے سربراہ خاوند، بیٹا، بھائی کوئی کپڑے جوتا وغیرہ لادیتا تو وہ ان کی پسند میں ہی اپنی رضا شامل کرتے ہوئے اسے قبول کر لیتی بلکہ میرے تصورات تو اس وقت کو دیکھ رہے ہیں کہ جب نوجوان بچیاں گھروں میں بھی اگر خوشبو والی صابن یا سُرخی یا شوخ رنگ کے کپڑے پہن لیتی تو یہ بھی بزرگوں کو ناگوار تھا۔ مگر آج کا زمانہ تو عورت کی آزادی کا زمانہ ہے، سکول، کالج، یونیورسٹیاں، بازار، پارک، شادی ہال غرض یہ کہ ہر جگہ مخلوط ماحول دیکھنے کو ملتا ہے اگر یہ ساری چیزیں پردہ داری کے ساتھ اور مخلوط نہ ہوں تو شاید ان کی شریعت میں کوئی رکاوٹ و قباحت نہیں۔ مگر آج بے پردگی اور کھلے منہ باہر نکلنے والیاں بزعم خویش اپنے آپ کو ترقی پسند خوشحال ماڈرن اور نہ جانے کیا کیا تصور کرتی ہیں، مگر قرآن نے اس بے حیائی اور بے پردگی کے دور کو جاہلیت کا زمانہ کہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى واقمن الصلوة واتين الزكوة واطعن لله ورسوله. (الاحزاب) "اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور جاہلیت کی پہلی زینت کی طرح زینت اختیار نہ کرو نماز پڑھو، زکوۃ دو اور اللہ ورسول ﷺ کی پیروی کرو۔" معلوم ہوا کہ عورتوں کا گھروں سے بے پردہ باہر نکلنا سراسر جہالت ہے، جسے اسلام نے آکر ختم کیا اور عورت کو پردہ کے ساتھ وقار اور عزت عطا کی مگر آج زنان اسلام بھی اغیار کی نقالی کرتے ہوئے اپنی حرمت کو خاک میں ملا رہی ہیں اور یقیناً زنا جیسے خطرناک وشرمناک گناہ کا یہی پہلا دروازہ ہے، آج بھی اگر ملک میں پردہ داری کا نظام قائم ہو جائے تو بہت سے فتنے ختم ہو سکتے ہیں، عورت شمع محفل نہیں ہے بلکہ یہ تو گھر کی زینت ہے۔ (بقیہ صفحہ نمبر 16)

قرآن مجید
غیر مسلموں کی نظر میں

وقار عظیم بھٹی

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا درجہ تمام عالم کی کتب سے کہیں بالاتر ہے اور اس کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ لگانا طاقت بشری سے انتہائی بالاتر ہے۔ قرآن مجید "لاریب" کتاب اور اللہ ذوالجلال کا کلام ہے، قرآن اللہ کا نور ہے۔ قرآن حق کی حیات اور باطل کی موت ہے، قرآن مجید فضیلت واہمیت، حکمت وموعظت نیز ہر لحاظ سے اعلیٰ اور دانائی و پارسائی کا وہ عظیم سرچشمہ ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر محمد عربی ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ قرآن حکیم ہی دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس نے انسان کے افکار ونظریات، اس کی طریقہ زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا ہے کہ دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

قرآن بلاتفریق رنگ ونسل، قوم وخطے، مذہب وملت کے ہر انسان کی اہمیت اور شخصی آزادی ووقار کا تحفظ کرتا ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی وہ لافانی کتاب ہے جو ہر دور میں پوری نوع انسانیت کے لیے منبع وسرچشمہ ہدایت، سب سے بڑی روحانی طاقت اور زندگی گزارنے کے لیے مکمل دستور وضابطہ حیات رہی اور قیامت تک آنے والا ہر انسان صرف کلام رب ذوالجلال سے ہی رشد وہدایت حاصل کر کے دنیا وآخرت کی خیر وبھلائیاں حاصل کرسکتا ہے۔

قرآن کریم نہ صرف ایک زندہ ومسلسل معجزہ ہے بلکہ یہ کتاب حیات اور کتاب انقلاب ہے۔ یہ لوگوں کے قلوب واذہان کو پستی سے نکال کران کو رفعتوں کے عروج ثریا تک پہنچانے والی ہے۔ یہی وہ کتاب مبین ہے جو عقائد کی درستگی، اخلاق حسنہ، تزکیہ نفس، عبادات، معاشرت، معیشت سیاست تہذیب وتمدن، عدالت، قانون الغرض حیات انسانی کے ہر پہلو پر ایک نہایت مربوط ضابطہ حیات بیان کرتی ہے۔

قرآن مجید غیر مسلموں کی نظر میں

1۔ ڈاکٹر موریس: مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب (قرآن مجید) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ اسکی فصاحت وبلاغت کے آگے سارے جہان کے بڑے بڑے انشاء پرداز سر جھکاتے ہیں، روم کے عیسائیوں کو جوکہ ضلالت کی خندق میں گر پڑے تھے کوئی چیز نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے، جو غار حرا سے نکلی۔

2۔ پروفیسر اڈوائر مونتے: محمد (ﷺ) کا مذہب تمام ایسے اصولوں کا اجتماع ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال وجبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

3۔ ریورنڈ آر یکسوئل کنگ: اسلام کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے، اس میں نہ صرف مذہب اسلام کے اصول وقوانین درج ہیں بلکہ اخلاق کی تعلیم روزمرہ کے متعلق ہدایات اور قانون ہے۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید محمد (ﷺ) کی تصنیف ہے اور سب تورات اور انجیل سے لیا گیا ہے مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کی کوئی شے ہے اور الہام کا وجود مکمل ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔ بلحاظ اصول اسلام مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت ہے۔

4۔ موسیو اور جین کلاقل: قرآن مذہبی عقائد ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ ایک عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام پیش کرتا ہے۔

5۔ کونٹ ہنری دی کاسٹری: عقل بالکل جبروت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیوں کر ادا ہوا جو بالکل امی ہے۔ تمام مشرق نے اقرار کیا کہ وہ ایسا کلام ہے کہ لوح انسانی لفظاً ومعناً ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ محمد (ﷺ) قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے، جو تا حال ایک ایسا مہتمم بالشان راز چلا آتا ہے کہ اس طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

6۔ ڈاکٹر گبن: قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانش مندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

(انحطاط وزوال سلطنت روما جلد ۵ باب ۵۰)

7۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال: وہ قوانین جو قرآن میں درج ہیں اور جو نبی کریم (ﷺ) نے سکھائے وہی اخلاقی قوانین کا کام دے سکتے ہیں اور اس کتاب کی سی کوئی اور کتاب صفحہ عالم پر موجود نہیں ہے۔

8۔ موسیو سیدیو: اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم بزور دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں تمام آداب واصول حکومت وفلسفہ موجود ہیں۔

(خلاصہ تاریخ عرب صفحہ ۵۹، ۶۳، ۶۴)

9۔ موسیو گاسٹن کار: نامور فرنچ مستشرق کے مضمون کا ترجمہ اسی زمانہ کے مشہور اخبار "البلاغ" ۱۳ صفر ۱۳۳۰ ہجری نے شائع کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے جس کو دنیا کی 2/3 حصہ آبادی نے حق تسلیم کرلیا ہے۔اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد ومصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے۔اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لیے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے۔اگرچہ کوئی ہم میں سے اعتراف نہ کرے، مگر امر یہی ہے۔خود ہی سوال کرتا ہے کہ روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا، مسلمان نیست و نابود ہوگئے، قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا؟ پھر وہ خود ہی جواب دیتا ہے کہ ہرگز نہیں۔

10۔مسٹر اے۔ڈی ماریل: مسٹر اے۔ڈی ماریل نے 1912ء رائل سوکا آف آٹس میں ایک لیکچر ''شمالی نائیجریا'' پر دیتے ہوئے کہا کہ قرآن نے نظام تہذیب وتمدن پیدا کیا۔شائستگی کی روح پھونکی۔سول گورنمنٹ کا نظام اور حدود وعدالت کے قیام میں (اسلام) بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی، لوگوں کے فائدے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ حکومت برطانیہ اس (اسلام) کو قائم رکھ کر اس کو مضبوط اور طاقت ور بنانے کی کوشش کرے۔

11۔جان جاک ولیک: مشہور جرمن فلاسفر جس نے مقامات حریری، تاریخ ابوالفداء اور سبعہ معلقہ عربی تصانیف کا لاطینی میں ترجمہ کیا ہے اور ان پر حواشی لکھے ہیں، لکھتا ہے: تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آپ (ﷺ) کی معجزہ نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ اشخاص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے اور سب سے پہلی آواز ان کے منہ سے نکلتی کہ پیارے نبی، پیارے رسول خدا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجیے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل کرکے عزت اور شرف دینے میں دریغ نہ فرمائیے۔

12۔لندن کا مشہور ہفتہ وار ''نیرایسٹ'': ۱۳اپریل ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ''قرآن کی حسن وخوبی سے جس کو انکار ہے وہ عقل ودانش سے بیگانہ ہے۔''

13۔ایک عیسائی فاضل: داؤد آفندی محاعص نے بیروت کے مسیحی اخبار ''الوطن'' ۱۹۱۱ء میں ''دنیا کا سب سے بڑا ہیرو کون ہے'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے: جب کوئی مسلمان قرآن وحدیث کا یکسوئی سے مطالعہ کرے یا اس پر تدبر کی نظر ڈالے تو ان میں دین ودنیا کے فلاح وبہبودی کے تمام اسباب پائے گا۔

14۔ولیم میور: کوئی جزو، کوئی فقرہ، کوئی لفظ (قرآن مجید میں) ایسا نہیں ہے جسے جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جو اس مسلم مجموعہ میں داخل کردیا گیا ہو۔جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک ہو۔

15۔ڈاکٹر گبن: قرآن وحدانیت کا بڑا گواہ ہے۔ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کرسکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیر نہیں ملتی۔

16۔سرولیم میور: قرآن نے فطرت اور کائنات کی دلیلوں سے اللہ کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کیا اور انسانوں کو اللہ کی اطاعت اور شکرگزاری پر جھکایا۔

17۔پادری والرشن۔ڈی۔ڈی: قرآن کا مذہب امن اور سلامتی کا مذہب ہے

18۔پروفیسر اڑوائرموتنے: نبی ﷺ کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ ''توحید'' ایسی پاکیزگی اور جلال وجبروت کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

19۔الکسن لوازون: محمد (ﷺ) نے جو فصاحت وبلاغت، شریعت کا دستور العمل دنیا کے سامنے پیش کیا، یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت تمام دنیا کے 1/6 حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔جدید علمی انکشافات میں جن کو ہم نے بزور علم حل کیا یا ہنوز وہ زیر تحقیق ہیں وہ تمام علوم اسلام وقرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے پوری طرح موجود ہیں۔

(کتاب لائف آف محمد ﷺ)

20۔مسٹر ارنلڈ وایٹ: قرآن نے مسلمانوں کو جنگ آرائی بھی سکھائی اور ہمدردی وخیرات وفیاضی بھی۔قرآن نے وہ اصول فطرت پیش کیے کہ سائنس کی بڑھتی ہوئی ترقیاں اس کو کبھی بھی شکست نہیں دے سکتیں۔

نوٹ: آج کل جو لوگ محض ضد اور اندھی تقلید اور زعم باطل کی وجہ سے انصاف سے ہٹ کر برگزیدہ اسلام پر جابجا الزام تراشتے ہیں۔ان کو چاہیے کہ میدان علم میں آنکھ کھولیں اور دیکھیں کہ مشاہیر عالم کے آراء کیا ہیں۔

عالم اسلام کے حکمران ودیگر راہنما جان لیں قرآن وسنت کے نفاذ میں ہی امن ہے۔جبکہ قرآن وسنت پر عمل نہ کرنا دنیا میں بدنظمی اور کشت خون کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔تاریخ شاہد ہے جنھوں نے قرآن مجید پر عمل کرنے کی بجائے اس کی توہین وتکذیب کی، تباہی وبربادی ان کا مقدر بنی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

[مزید تفصیل کے لیے (مولانا محمد حنیف یزدانیؒ کی کتاب ''محمد ﷺ۔قرآن۔اسلام اور صحابہ کرامؓ۔محدثین کرامؒ غیر مسلموں کی نظر میں'') کا مطالعہ کریں۔

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1924ء شہر روپڑ ضلع انبالہ تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم ، 2۔ درس نظامی ، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ ، 4۔ دارالافتاء ، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ ، 7۔ دعوت والارشاد ، 8۔ کمپیوٹر لیب ، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام ، ادویات ، صابون ، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک ، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230